فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۴۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): تیمّم کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): وضو یا غسل کے لیے پانی میسر نہ ہو، یا جسم پر پانی لگانا ممکن نہ ہو، تو تیمّم کر کے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

❀ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُ وْسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا وَإِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى أَوْ عَلٰى سَفَرٍ أَوْ جَآءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (المائدة: ٦)

”اہل ایمان! نماز کے لئے کھڑے ہونے سے پہلے چہرہ دھو لیں اور کہنیوں سمیت ہاتھ دھو لیں، سر کا مسح کریں اور دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھو لیں، جنبی ہوں، تو غسل کر لیں، مریض ہوں، یا مسافر ہوں، قضائے حاجت سے فارغ

ہوں یا بیوی سے مباشرت کی ہو اور پانی میسر نہ ہو، تو پاک مٹی سے تیمّم کر لیں، چنانچہ چہرے اور ہاتھوں پر مٹی سے مسح کر لیں، اللہ آپ کو تنگی میں نہیں ڈالنا چاہتا، بل کہ یہ چاہتا ہے کہ آپ پاک ہو جائیں، وہ آپ پر اپنی نعمت تمام کرنا چاہتا ہے، تا کہ آپ شکرگزار بن جائیں۔''

ثابت ہوا کہ بیماری لگنے یا بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ ہو، تو تیمّم کر سکتا ہے۔ اس حکم میں جنبی، حائضہ اور نفاس والی بھی شامل ہے۔

سوال: تیمّم کر کے نماز پڑھی، پھر پانی مل گیا، ابھی نماز کا وقت باقی ہے، تو کیا وہ وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھے گا؟

جواب: اسے نماز دہرانے کی ضرورت نہیں۔ تیمّم والی نماز صحیح ہے۔

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجَ رَجُلَانِ فِي سَفَرٍ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، وَلَيْسَ مَعَهُمَا مَاءٌ، فَتَيَمَّمَا صَعِيدًا طَيِّبًا، فَصَلَّيَا، ثُمَّ وَجَدَا الْمَاءَ فِي الْوَقْتِ، فَأَعَادَ أَحَدُهُمَا الصَّلَاةَ وَالْوُضُوءَ، وَلَمْ يُعِدِ الْآخَرُ، ثُمَّ أَتَيَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَا ذٰلِكَ لَهٗ، فَقَالَ لِلَّذِي لَمْ يُعِدْ : أَصَبْتَ السُّنَّةَ، وَأَجْزَأَتْكَ صَلَاتُكَ، وَقَالَ لِلَّذِي تَوَضَّأَ وَأَعَادَ : لَكَ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ .

''دو آدمی سفر میں نکلے۔ نماز کا وقت ہوا، تو ان کے پاس پانی نہیں تھا۔ دونوں نے پاک مٹی سے تیمّم کر کے نماز ادا کی، پھر نماز کے وقت ہی میں انہیں پانی مل

گیا۔ ایک شخص نے تو وضو کر کے نماز دوبارہ پڑھ لی، جبکہ دوسرے نے ایسا نہ کیا۔ پھر دونوں (سفر سے واپسی پر) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ساری بات بتائی۔ آپ ﷺ نے نماز نہ دوہرانے والے سے فرمایا: آپ صحیح طریقے پر چلے ہیں اور پہلی نماز ہی آپ کو کافی ہے۔ وضو کر کے دوہرانے والے سے فرمایا: آپ کو دوہرا اجر مل گیا ہے۔''

(سنن أبي داوٗد : 338، سنن النسائي : 433، مسند الدارمي : 744، المستدرك للحاكم :1/286، وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے شیخین کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ نافع مولیٰ ابن عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

تَيَمَّمَ ابْنُ عُمَرَ عَلٰى رَأْسِ مِيلٍ أَوْ مِيلَيْنِ مِنَ الْمَدِينَةِ، فَصَلَّى الْعَصْرَ، فَقَدِمَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ، وَلَمْ يُعِدِ الصَّلَاةَ.

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مدینہ سے ایک یا دو میل کی مسافت پر تیمّم کر کے عصر کی نماز ادا کی، پھر واپس (مدینہ) آ گئے، اس وقت سورج بلند ہی تھا، لیکن آپ رضی اللہ عنہما نے نماز نہیں دوہرائی۔''

(سنن الدّارقطني :1/86، المستدرك للحاكم :1/289، السنن الكبرٰى للبيهقي : 1/231، 233، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ فقہائے سبعہ (تابعین میں سے مدینہ منورہ کے سات فقہائے کرام، عروہ بن زبیر، سعید بن مسیّب، قاسم بن محمد بن ابوبکر، خارجہ بن زید، عبیداللہ بن عبد اللہ بن

عتبہ، ابوبکر بن عبد الرحمٰن بن حارث، سلیمان بن یسار رحمہم اللہ) فرماتے ہیں:

مَنْ تَيَمَّمَ، فَصَلّٰى، ثُمَّ وَجَدَ الْمَاءِ فِي وَقْتٍ أَوْ فِي غَيْرِ وَقْتٍ، فَلَا إِعَادَةَ عَلَيْهِ، وَيَتَوَضَّأُ لِمَا يَسْتَقْبِلُ مِنَ الصَّلَوَاتِ وَيَغْتَسِلُ، وَالتَّيَمُّمُ مِنَ الجَنَابَةِ وَالْوُضُوءِ سَوَاءٌ.

''جس شخص نے تیمّم کر کے نماز ادا کی، پھر نماز کے وقت ہی میں پانی ملا یا وقت گزرنے پر، اس نماز کو دوہرانا ضروری نہیں۔ ہاں! آئندہ کی نمازوں کے لیے وضو اور غسل کرنا پڑے گا۔ جنابت اور بے وضو ہونے کے تیمّم کا ایک ہی حکم ہے۔''

(السنن الكبرٰى للبيهقي :232/1، تاريخ ابن عساكر : 250/40، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: تیمّم کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: غسل اور وضو دونوں کے لیے تیمّم کا ایک ہی طریقہ ہے۔ نیت کریں ''بسم اللہ'' پڑھ کر پاک مٹی پر دونوں ہاتھ ماریں، پھر ہاتھوں کو جھاڑ کر یا پھونک کر چہرے اور ہتھیلیوں کی پشت پر ملیں۔

❀ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسی کام کی غرض سے بھیجا۔ میں جنبی ہو گیا، پانی نہ ملا، تو میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہونے لگا، جیسے کوئی جانور مٹی میں لوٹیں لگاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَضْرِبَ بِيَدَيْكَ الْأَرْضَ، ثُمَّ تَنْفُخَ، ثُمَّ تَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَكَ وَكَفَّيْكَ.

''آپ کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارتے، انہیں

پھونک کر چہرے اور ہتھیلیوں پر پھیر لیتے۔''

(صحیح البخاري : 347، صحیح مسلم : 368، واللفظ لہٗ)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الصَّعِيدُ الطَّيِّبُ وَضُوءُ الْمُسْلِمِ وَلَوْ إِلٰى عَشْرِ سِنِينَ، فَإِذَا وَجَدْتَ الْمَاءَ فَأَمِسَّهُ جِلْدَكَ فَإِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ .

''(تیمّم کی) پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے، اگرچہ وہ دس سال تک (تیمّم) کرتا رہے، پھر جب آپ کو پانی ملے، تو اس سے وضو یا غسل کریں، یہ بہتر ہے۔''

(سنن أبي داود : 332، سنن التّرمذي : 124)

جواب: اس کی سند صحیح ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن، صحیح''، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۲۹۲)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۳۱۱) اور امام حاکم رحمہ اللہ (۶۲۷) ''صحیح'' قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

ایوب سختیانی رحمہ اللہ والی سند میں رجل مبہم کی جگہ عمرو بن بجدان کا نام ذکر کرنا خطا اور وہم ہے۔

سوال: جس پر غسل واجب ہو، پانی میسر نہیں، تو وہ کیا کرے؟

جواب: وہ تیمّم کر لے اور نماز پڑھ لے، اس کے لیے ایک بار تیمّم کافی ہے، وضو کے لیے الگ سے تیمّم کرنے کی ضرورت نہیں۔

❀ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى

بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلَاتِهِ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُّعْتَزِلٌ لَّمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ فَقَالَ : مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ؟ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلَا مَاءَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ الطَّيِّبِ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ .

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ آپ نے لوگوں کونماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے، تو (دیکھا) ایک آدمی الگ بیٹھا تھا، جس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: فلاں! آپ نے لوگوں کے ساتھ نماز کیوں نہ پڑھی؟ کہنے لگے: اللہ کے رسول! میں جنبی ہو گیا ہوں اور پانی دستیاب نہیں، فرمایا: مٹی استعمال کریں، یہی کافی ہے۔''

(صحیح البخاري: 344، صحیح مسلم: 682، المنتقی لابن الجارود: 122)

سوال: ایک شخص بیمار ہے، اسے خود محسوس ہوتا ہے کہ وضو کرنے سے اس کی بیماری بڑھتی ہے، کیا وہ اپنے تجربے کی بنا پر تیمّم کر سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، اگر اسے محسوس ہو کہ پانی کے استعمال سے اس کی بیماری میں اضافہ ہوتا ہے، تو اسے تیمّم کر لینا چاہیے۔

سوال: جس کے اکثر جسم پر چیچک نکلے ہوں اور اگر وہ پانی استعمال کرے، تو بیماری بڑھنے کا اندیشہ ہو، تو کیا وہ تیمّم کر سکتا ہے؟

جواب: کر سکتا ہے۔

سوال: سرد علاقہ میں ایک شخص بیمار ہے، اس پر غسل واجب ہے، گرم پانی کا بندوبست نہیں، اب اگر وہ ٹھنڈے پانی سے غسل کرے، تو اسے بیماری کا اندیشہ ہے، اس

کے لیے کیا حکم ہے؟

(جواب): اسے تیمّم کر لینا چاہیے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا، أَجْنَبَ فِي شِتَاءٍ، فَسَأَلَ فَأُمِرَ بِالْغُسْلِ فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : مَا لَهُمْ قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ ثَلَاثًا قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ الصَّعِيدَ أَوْ التَّيَمُّمَ طَهُورًا .

''ایک آدمی سردی کے موسم میں جنبی ہو گیا۔ اس نے مسئلہ پوچھا، تو اسے غسل کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس نے غسل کیا، تو مر گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ ان کو برباد کرے، انہوں نے اسے مار ڈالا (یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمائی) اللہ نے مٹی یا تیمّم کو آپ کے لیے طہارت (پاکیزگی) کا ذریعہ بنایا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 380/1، سنن ابن ماجه : 572، سنن الدّارقطني : 190/1، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۱۲۸)، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۷۳)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۳۱۴) اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱/ ۱۶۵) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

(سوال): اگر سر پر پانی ڈالنا مضر صحت ہو، تو کیا سر کے علاوہ باقی بدن دھو کر غسل کر سکتے ہیں؟

(جواب): اگر سر پر پانی ڈالنا ضرر رساں ہے، تو غسل میں سر پر مسح کیا جا سکتا ہے۔ اس

صورت میں تیمّم بھی کیا جا سکتا ہے، واللہ اعلم!

سوال: ایک شخص سفر پر ہے، اس کے پاس پینے کے لیے اتنا پانی ہے کہ اگر وہ اس سے وضو کرے، تو پیاسا رہ جائے گا اور اگر پینے کے لیے رکھے، تو وضو کے لیے پانی نہیں، تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: اسے چاہیے کہ پانی کو پینے کے رکھے اور اگر وضو کے لیے پانی میسر نہیں، تو جہاں نماز کا وقت ہو، تیمّم کر کے نماز پڑھ لے۔

سوال: نماز کا وقت ہوا، پانی نہ ملا، تیمّم کر کے نماز شروع کر دی، پھر دوران نماز معلوم ہوا کہ پانی مل گیا ہے، اب کیا کرے؟

جواب: وہ نماز جاری رکھے، اس کی نماز صحیح ہے، تیمّم وضو اور غسل کا بدل ہے۔

سوال: کیا تیمّم کرتے ہوئے دو ضربیں مارنا ثابت ہیں؟

جواب: نبی اکرم ﷺ سے تیمّم کا جو طریقہ ثابت ہے، وہ اس طرح ہے کہ مٹی پر دونوں ہاتھوں کو ایک ہی دفعہ مارا جائے، پھر ان میں پھونکنے کے بعد اپنے چہرے پر مسح کیا جائے، پھر دونوں ہاتھوں کی بیرونی جانب مسح کیا جائے۔

تیمّم میں دو مرتبہ ہاتھ کو زمین پر مارنا ثابت نہیں، اس بارے میں مروی روایات ضعیف و غیر ثابت ہیں، ملاحظہ فرمائیں؛

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

ضَرَبَ بِيَدَيْهِ عَلَى الْحَائِطِ، وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ، ثُمَّ ضَرَبَ ضَرْبَةً أُخْرٰى، فَمَسَحَ ذِرَاعَيْهِ.

”نبی کریم ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو دیوار پر مارا اور انہیں چہرۂ مبارک پر پھیرا،

پھر دوسری دفعہ ہاتھوں کو دیوار پر مارا اور دونوں بازوؤں پر مسح فرمایا۔''

(سنن أبي داوٗد : 330، سنن الدارقطني : 176/1، ح : 665، شرح معاني الآثار : 85/1)

سند ''ضعیف'' ہے، ابوعبداللہ، محمد بن ثابت عبدی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَكْثَرِ الْمُحَدِّثِينَ .

''اکثر محدثین کے نزدیک یہ قوی نہیں۔''

(خلاصة الأحكام : 217/1)

❀ سیدنا ابوجُہَیم رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

ضَرَبَ الْحَائِطَ بِيَدِهِ ضَرْبَةً، فَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ، ثُمَّ ضَرَبَ أُخْرٰى، فَمَسَحَ بِهَا ذِرَاعَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیوار پر ایک ہاتھ مبارک مارا تو اپنے چہرۂ مبارک پر پھیر لیا، پھر دوسری مرتبہ دیوار پر ہاتھ مارا تو کہنیوں تک اپنے ہاتھوں پر مسح فرمایا۔''

(سنن الدّارقطني : 674)

جھوٹی روایت ہے۔

① محمد بن خلف بن عبدالعزیز بن عثمان بن جبلہ کے حالات نہیں مل سکے۔

② ابو حاتم احمد بن حمدویہ بن جمیل بن مہران مروزی کے حالات زندگی پر آگاہی نہیں ہوسکی۔

③ ابوعصمہ نوح بن ابومریم ''متروک وکذاب'' ہے۔

ابوعصمہ کی متابعت خارجہ بن مصعب ابوحجاج سرخسی نے کی ہے، یہ بھی جمہور کے

نزدیک ضعیف ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(طبقات المدلّسين، ص 54)

نیز فرماتے ہیں:

تَرَكَهُ الْجُمْهُورُ .

''اسے جمہور نے چھوڑ دیا تھا۔''

(نتائج الأفكار :262/1، كنز العمّال للهندي : 466/9، ح : 26990)

تنبیہ:

❁ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

أَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ، فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیوار کے پاس تشریف لائے، اپنے چہرۂ مبارک اور کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں پر مسح فرمایا، پھر سلام کا جواب عنایت فرمایا۔''

(سنن الدارقطني :671)

اس روایت میں ذِرَاعَيْهِ (کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں) کے الفاظ ''منکر'' ہیں۔

❁ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلتَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ لِّلْوَجْهِ، وَضَرْبَةٌ لِّلذِّرَاعَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ .

''تیمّم میں ایک ضرب (مٹی پر ہاتھ مارنا) چہرے کے لیے اور دوسری ضرب

کہنیوں تک ہاتھوں کے لیے۔''

(سنن الدارقطني : 181/1، المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 180/1، السنن الكبرٰى للبيهقي : 207/1)

سند ضعیف ہے، ابوالزبیر مکی مدلس ہیں، سماع کی صراحت نہیں کی۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلتَّيَمُّمُ ضَرْبَتَانِ، ضَرْبَةٌ لِّلْوَجْهِ، وَضَرْبَةٌ لِّلْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنَ .

''تیمّم میں دو دفعہ مٹی پر ہاتھ مارا جاتا ہے؛ ایک دفعہ چہرے کے لیے اور دوسری دفعہ کہنیوں تک ہاتھوں کے لیے۔''

(سنن الدّارقطني : 180/1، المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 179/1، المُعجم الكبير للطّبراني : 3678)

سند سخت ضعیف ہے، علی بن ظبیان ''ضعیف و متروک'' ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے:

تَيَمَّمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَرْبَتَيْنِ، ضَرْبَةٍ لِّلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ، وَضَرْبَةٍ لِّلذِّرَاعَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ .

''ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو دفعہ مٹی پر ہاتھ مار کر تیمّم کیا؛ ایک دفعہ چہرے اور ہتھیلیوں کے لیے ہاتھ مارا اور دوسری دفعہ کہنیوں تک بازوؤں کے لیے۔''

(سنن الدّارقطني : 689)

سند سخت ضعیف ہے۔

① سلیمان بن ارقم ''متروک'' ہے۔

❀ حافظ سہیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَبُو مَعَاذٍ سُلَيْمَانُ بْنُ أَرْقَمَ، وَهُوَ ضَعِيفٌ بِإِجْمَاعٍ .

''ابومعاذ سلیمان بن ارقم کے بالاجماع ضعیف ہے۔''

(الروض الأنف : 112/7)

② امام زہری رحمہ اللہ ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى الْأَرْضِ لِوَجْهِهِ ضَرْبَةً وَاحِدَةً، ثُمَّ ضَرَبَ ضَرْبَةً أُخْرٰى، فَمَسَحَ بِهَا عَلٰى يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ .

''پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی پر ایک دفعہ اپنا دستِ مبارک چہرۂ مبارک پر مسح کے لیے مارا، پھر دوسری دفعہ کہنیوں تک ہاتھوں کے مسح کے لیے مٹی پر ہاتھ مارا۔''

(التّحقيق في مسائل الخلاف لابن الجَوزي : 269، نَصب الرّاية للزّيلعي :154/1)

سند ''ضعیف'' ہے، مثنی بن صباح جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

❁ حافظ ہیثمی فرماتے ہیں:

هُوَ مَتْرُوكٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ .

''جمہور کے نزدیک متروک ہے۔''

(مجمع الزوائد : 297/4)

تنبیہ:

الْمِرْفَقَيْن کے الفاظ سنن کبریٰ بیہقی سے نہیں ملے۔

❁ اسلع بن شریک سے مروی ہے:

ضَرَبَ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ، ثُمَّ نَفَضَهُمَا، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ،

ثُمَّ أَمَرَّ عَلٰى لِحْيَتِهٖ، ثُمَّ أَعَادَهُمَا إِلَى الْأَرْضِ، فَمَسَحَ بِهِمَا الْأَرْضَ، ثُمَّ دَلَكَ إِحْدَاهُمَا بِالْأُخْرٰى، ثُمَّ مَسَحَ ذِرَاعَيْهِ ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا .

''نبی کریم ﷺ نے اپنی ہتھیلیوں کو زمین پر مارا، انہیں جھاڑا، دونوں کو چہرۂ مبارک پر پھیرا اور داڑھی مبارک پر مسح کیا۔ پھر زمین پر ہاتھوں کو مارا، ایک ہتھیلی کو دوسری ہتھیلی پر پھیرا، پھر بازوؤں کے باہر اور اندر والے حصے پر مسح کیا۔''

(سنن الدّارقطني : 179/1، المُعجم الكبير للطّبراني : 876، السنن الكبرٰى للبيهقي :208/1)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① ربیع بن بدر جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

② اس کا باپ بدر بن عمرو ''مجہول'' ہے۔

③ ربیع کا دادا عمرو بن جراد سعدی بھی مجہول ہے۔

❀ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تیمّم کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

ضَرْبَتَيْنِ؛ ضَرْبَةٌ لِّلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِّلْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ .

''تیمّم میں دو دفعہ مٹی پر ہاتھ مارے جائیں؛ ایک دفعہ چہرے کے لیے اور دوسری دفعہ کہنیوں تک ہاتھوں کے لیے۔''

(سنن الدّارقطني : 181/1، مسند البزّار : 6088، المستدرك على الصّحيحين للحاكم :179/1-180)

روایت سخت ضعیف ہے۔ سلیمان بن ابی داود کو جمہور نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

اس روایت کے بارے میں امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ بَاطِلٌ، وَسُلَيْمَانُ ضَعِيفُ الْحَدِيثِ .

''یہ جھوٹی حدیث ہے اور اس کا راوی سلیمان ضعیف ہے۔''

(علل الحديث لابن أبي حاتم : 54/1، ح : 137)

❁ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

التَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ، وَضَرْبَةٌ لِلْكَفَّيْنِ .

''تیمّم میں مٹی پر ایک ضرب چہرے کے لیے اور دوسری ہتھیلیوں کے لیے ہے۔''

(المعجم الكبير للطبراني : 245/8، ح : 7959)

روایت باطل ہے۔ جعفر بن زبیر شامی ''متروک وکذاب'' ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فِي التَّيَمُّمِ ضَرْبَتَيْنِ؛ ضَرْبَةٌ لِّلْوَجْهِ، وَضَرْبَةٌ لِّلْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ .

''تیمّم میں دوضربیں ہیں؛ ایک چہرے پر مسح کے لیے اور دوسری کہنیوں تک ہاتھوں کے مسح کے لیے۔''

(الكامل لابن عدي : 442/2، مسند البزّار : 240، المحلّٰى لابن حزم : 152/2)

سند ''ضعیف'' ہے۔ حَرِیش بن خریت ضعیف ہے۔

❁ حافظ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَرِيشُ بْنُ خِرِّيتٍ مُّتَّفَقٌ عَلٰى ضَعْفِهٖ .

''حریش بن خریت کے ضعیف ہونے پر (اکثر) محدثین کا اتفاق ہے۔''

(مِصباح الزُّجاجة في زوائد ابن ماجه :153/1)

یوں یہ روایت بھی ''ضعیف'' اور ''منکر'' ہے۔

الحاصل:

رسول اللہ ﷺ سے دو بار مٹی پر ہاتھ مارنا ثابت نہیں، البتہ سلف کے بعض آثار سے ثابت ہے کہ تیمّم میں دو ضربیں بھی ماری جاسکتی ہیں۔

سوال: ایک شخص نے اسلام قبول کیا، وہ غسل کرنا چاہتا ہے، مگر پانی میسر نہیں، تو کیا وہ تیمّم کر سکتا ہے؟

جواب: قبول اسلام پر غسل مسنون ہے، جب پانی میسر نہیں، تو تیمّم اس کا قائم مقام ہوتا ہے، لہٰذا نومسلم تیمّم کر سکتا ہے۔

سوال: میت کو غسل دینے کے لیے پانی میسر نہیں، تو کیا تیمّم کرا کے دفن کر سکتے ہیں؟

جواب: تیمّم کرایا جا سکتا ہے۔

سوال: نماز کی نیت سے تیمّم کیا، کیا اسی تیمّم سے قرآن کریم کی تلاوت کی جاسکتی ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: اگر جنبی نے قرآن کریم کی تلاوت کے لیے تیمّم کیا، کیا اسی تیمّم سے نفل نماز پڑھ سکتا ہے؟

جواب: پڑھ سکتا ہے۔

سوال: کیا نماز عیدین کے لیے تیمّم کیا جا سکتا ہے؟

جواب: اگر پانی میسر نہیں یا پانی استعمال کرنا ممکن نہیں، تو نماز عیدین کے لیے بھی تیمّم کیا جا سکتا ہے۔

(سوال): جو شخص تیمّم نہیں کر سکتا، کیا اسے کوئی دوسرا تیمّم کروا سکتا ہے؟

(جواب): کروا سکتا ہے۔ وضو، غسل یا تیمّم میں دوسروں سے مدد لی جا سکتی ہے۔

(سوال): کیا تیمّم میں بازو کا مسح ہے؟

(جواب): تیمّم میں صرف ہتھیلیوں کے اندرونی اور بیرونی حصہ کا مسح ہے، پورے بازو کا مسح کرنا نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں، اس بارے میں مروی تمام مرفوع روایات ضعیف وغیر ثابت ہیں، البتہ بعض سلف سے تیمّم میں کہنیوں تک مسح بھی ثابت ہے۔

(سوال): کیا نبی کریم ﷺ نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو تیمّم کی تعلیم دیتے ہوئے ایک بار ہاتھ زمین پر مارنا کا کہا؟

(جواب): سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ، فَأَجْنَبْتُ، فَلَمْ أَجِدِ المَاءَ، فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّابَّةُ، ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ بِيَدَيْكَ هٰكَذَا، ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ الْأَرْضَ ضَرْبَةً وَّاحِدَةً، ثُمَّ مَسَحَ الشِّمَالَ عَلَى الْيَمِينِ، وَظَاهِرَ كَفَّيْهِ، وَوَجْهَهُ.

''رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک کام کے لیے بھیجا۔ میں جنبی ہو گیا۔ مجھے پانی نہ ملا تو میں مٹی میں جانوروں کی طرح لَوٹ پَوٹ ہوا۔ پھر میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ عرض کیا۔ اس پر آپ ﷺ نے

فرمایا: آپ اپنے ہاتھوں کے ساتھ یوں کر لیتے تو یہی کافی تھا۔اس کے بعد آپ ﷺ نے ایک دفعہ اپنے دونوں ہاتھ مبارک زمین پر مارے، پھر بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر پھیرا اور ہر دونوں میں سے ہتھیلی سے مخالف ہاتھ کے باہر والی جانب مسح کیا، پھر دونوں ہتھیلیوں کو اپنے چہرۂ مبارک پر پھیرا۔''

(صحيح البخاري : 347، صحيح مسلم : 368، واللّفظ لهٗ)

❀ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هٰكَذَا، وَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ، وَنَفَخَ فِيهِمَا، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ .

''نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: آپ کے لیے یہی کافی تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک زمین پر مارے اور ان میں پھونکا۔ پھر ان دونوں کے ساتھ اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح کیا۔''

(صحيح البخاري : 338)

یہ وہ طریقہ تیمّم ہے، جس کی تعلیم نبی اکرم ﷺ نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو دی۔ اس میں زمین پر ایک دفعہ ہاتھ مارنے کا ذکر اور چہرے اور ہتھیلیوں پر پھیرنے کا ثبوت ہے۔

❀ اس کے برعکس علامہ تقی عثمانی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

''اس حدیث کا سیاق صاف بتلا رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا اصل مقصود تیمّم کے پورے طریقے کی تعلیم دینا نہیں، بلکہ تیمّم کے معروف طریقہ کی طرف اشارہ کرنا مقصود تھا۔ اسی طرح حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی یہ مطلب

نہیں کہ ایک ضرب یا مسح کفین (دونوں ہتھیلیوں کے اوپر والے حصے پر مسح) کافی ہے، بلکہ الفاظِ مذکورہ سے طریقۂ معروف کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔''

(درسِ ترمذی:1/387-388)

❀ علامہ حسین احمد مدنی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

''دراصل اشارہ سے تمرغ اور تمعّک کا ردّ کرنا تھا، افعالِ تیمّم کی تعلیم کرنا نہیں تھا۔''

(تقریرِ ترمذی، ص268)

قارئین کرام! حدیث کے سیاق پر غور کرنے سے علامہ تقی اور علامہ مدنی صاحبان کی خطا واضح ہوتی ہے، کیونکہ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی طریقۂ تیمّم اخذ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد لوگوں کو اسی کی تعلیم دیتے رہے۔

❀ ابو مالک، غزوان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ يَّخْطُبُ بِالْكُوفَةِ، وَذَكَرَ التَّيَمُّمَ، فَضَرَبَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ، فَمَسَحَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ.

''میں نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تیمّم کا ذکر کیا، تو اپنے ہاتھوں کو زمین پر مارا اور اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح کیا۔''(سنن الدّارقطني : 702، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ غَمَسَ بَاطِنَ كَفَّيْهِ فِي التُّرَابِ، ثُمَّ نَفَخَ فِيهَا، ثُمَّ مَسَحَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمُفَصَّلِ، وَقَالَ عَمَّارٌ : هٰكَذَا التَّيَمُّمُ.

''آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی ہتھیلیوں کو مٹی میں ڈبویا، ان پر پھونک ماری، پھر اپنے

چہرے اور جوڑ سمیت ہاتھوں پر مسح کیا اور فرمایا: یہ ہے تیمّم کا طریقہ۔''

(سنن الدّارقطني : 703، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے جو سمجھا، اسی کی تعلیم لوگوں کو دی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب سے بڑھ کر مرادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پانے والے تھے۔ دین میں صحابہ کا فہم معتبر ہے، بعد والوں کو کوئی حق نہیں کہ وہ صحابہ کے فہم کے خلاف قرآن وحدیث کی تعبیریں پیش کریں، کیونکہ صحابہ نے قرآن وحدیث کی تعلیم براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لی ہے، انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میسر آئی، وہ وحی کے عینی شاہد ہیں۔ لہٰذا ان کی تفسیر اور فہم کے برعکس بعد والوں کے معنی ومفہوم کا کوئی اعتبار نہیں۔

❀ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كُنْتُ فِي الْقَوْمِ حَتّٰى نَزَلَتِ الرُّخْصَةُ فِي الْمَسْحِ بِالتُّرَابِ إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ، فَأَمَرَنَا، فَضَرَبْنَا وَاحِدَةً لِّلْوَجْهِ، ثُمَّ ضَرَبْنَا أُخْرٰى لِلْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ.

''میں لوگوں میں تھا، حتی کہ پانی نہ ملنے کی صورت میں مٹی کے ساتھ مسح کرنے کی رخصت نازل ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا تو ہم نے چہرے کے لیے ایک دفعہ مٹی پر ہاتھ مارا، پھر دوسری مرتبہ کہنیوں تک ہاتھوں پر مسح کے لیے مٹی پر ہاتھ مارا۔''

(مسند البزّار : 1384، نصب الراية : 153/1)

اس کی سند ''ضعیف'' ہے، زہری اور محمد بن اسحاق مدلس ہیں، سماع کی صراحت نہیں کی۔

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث بخاری ومسلم کی ہے، اس کے صحیح ہونے

پر اتفاق ہے۔

❀ اس کے برعکس علامہ حسین احمد مدنی، دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

''الحاصل حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی روایت سند کے اعتبار سے قوی سہی، خصوصاً دوسرے واقعہ کو۔۔؟ کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے، لیکن اس میں شدید اضطراب ہے؛ ① آپ کا فعل ہے یا قول؟ ② تیمّم بکفہ تھا یا بکفیہ (تیمّم ایک ہاتھ سے کیا یا دو ہاتھوں سے؟) ③ مع ظہر الکفین یا الی انصاف الذراعین (صرف ہاتھوں کی اوپر والی جانب مسح کرنا ہے یا نصف ذراع تک؟)۔ ان اضطرابات کی وجہ سے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی روایت کیسے قابل عمل ہو سکتی ہے؟'' (تقریر ترمذی، ص265)

اس حدیث کو مضطرب قرار دینا علامہ مدنی صاحب کی علمی خطا ہے، محدثین حدیث میں مہارتِ تامہ رکھنے والے تھے اور حدیث کی مخفی علتوں سے بخوبی واقف تھے، ان میں سے کسی نے بھی اس حدیث میں اضطراب کا دعویٰ نہیں کیا، بلکہ اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

مدنی صاحب نے تین باتیں ذکر کی ہیں، ان کے جوابات ملاحظہ فرمائیں:

① نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے زبانی فرمایا، پھر اسے عملی طور پر کر کے بھی دکھا دیا۔

❀ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: چہرے اور ہتھیلیوں کے لیے ایک دفعہ مٹی پر ہاتھ ماریں۔

(سنن أبي داوٗد : 327، سنن الترمذي : 144، وقال : حسنٌ صحيحٌ، صحيح ابن خزيمة : 26، صحيح ابن حبّان : 1303)

سند ضعیف ہے، سعید بن ابی عروبہ اور قتادہ بن دعامہ دونوں ''مدلس'' ہیں، انہوں نے

سماع کی تصریح نہیں کی۔

② صحیح بخاری (343) میں یہی روایت صراحت کے ساتھ یوں آئی ہے:

ضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ، وَنَفَخَ فِيهِمَا، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ .

''نبی کریم ﷺ نے دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر مارا، ان میں پھونک ماری، پھر دونوں ہاتھوں کے ساتھ چہرے اور دونوں ہتھیلیوں (کی بیرونی جانب) پر مسح کیا۔''

❁ یہی مطلب و مفہوم صحیح بخاری (347) کے ان الفاظ کا ہے:

ضَرَبَ بِكَفِّهِ الْأَرْضَ .

③ سنن ابوداوٗد (322) کے الفاظ ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ هٰكَذَا، وَضَرَبَ بِيَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ، ثُمَّ نَفَخَهُمَا، ثُمَّ مَسَّ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ إِلٰى أَنْصَافِ الذِّرَاعِ .

''آپ کے لیے یہی کافی ہے کہ اس طرح کریں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے زمین پر دونوں ہاتھ مبارک مارے، ان میں پھونکا، پھر ان کے ساتھ چہرے پر اور نصف ذراع تک مسح کیا۔''

یہ الفاظ راوی حدیث سلمہ بن کہیل کا شک اور وہم ہیں۔ صحیح حدیث میں کفین (دونوں ہتھیلیوں) کا ذکر ہے۔

❁ حافظ ابن حجر ؒ فرماتے ہیں:

أَمَّا رِوَايَةُ الْمِرْفَقَيْنِ، وَكَذَا نِصفِ الذِّرَاعِ، فَفِيهِمَا مَقَالٌ .

''کہنیوں اور نصف ذراع والی روایات میں کلام ہے۔''

(فتح الباري :445/1)

تنبیہ: ایک روایت میں إِلَی الْمِرْفَقَیْنِ کے الفاظ ہیں۔

(سنن أبي داوٗد : 328، السنن الكبرٰی للبيهقي :220/1)

اس کی سند ''ضعیف'' ہے۔

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَّا حَدِيثُ قَتَادَةَ عَنْ مُّحَدِّثٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ، فَهُوَ مُنْقَطِعٌ، لَا يُعْلَمُ مَنِ الَّذِي حَدَّثَهٗ، فَيُنْظَرُ فِيهِ .

''رہی قتادہ کی بیان کردہ وہ روایت جس میں ایک محدث کے واسطے سے شعبی سے بیان کرتے ہیں، تو وہ منقطع ہے۔قتادہ کو یہ روایت بیان کرنے والا محدث کون ہے؟ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کے حالات دیکھے جاتے۔''

(السنن الكبرٰی للبيهقي :220/1)

اس پر ایک اعتراض یہ کیا جا سکتا ہے کہ یہی روایت مسند طیالسی (ص89) میں موجود ہے اور اس میں شک کے ساتھ یہ الفاظ ہیں:

إِلَی الْكُوعَيْنِ أَوِ الْمِرْفَقَيْنِ .

لیکن یہ اعتراض درست نہیں، کیونکہ یہ شک امام شعبہ رحمہ اللہ کے استاذ سلمہ بن کہیل کا ہے۔ اس حوالے سے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا قول ذکر ہو چکا ہے۔ ہماری ذکر کردہ حدیث ِعمار رضی اللہ عنہ امام شعبہ کے استاذ حکم بن عتیبہ نے شک کے بغیر بیان کی ہے۔ یہ روایت دیگر راویوں کے موافق ہے، لہٰذا اسے ہی ترجیح حاصل ہوگی۔